سوال

(79) مساجد اور صحیح سمتِ قبلہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سائل کا تعلق ڈیرہ غازی خان شہر سے ہے۔ ہمارے شہر میں قبلے کا رخ مغرب میں تھوڑا ترچھا ہے اور شہر کے تمام مسالک : دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث (اور) شیعہ حضرات کی مسجدیں اسی رخ میں بنی ہوئی ہیں اور بغیر کسی اختلاف کے لوگ اسی رخ میں مساجد بنا رہے ہیں۔ لیکن ہمارے شہر میں ایک مسجد والوں نے مسجد کا رخ مغرب میں سیدھا کر دیا ہے اور متولی مسجد کا کہنا ہے کہ اس طرف رخ کرنے سے قبلہ رخ میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور آپ کی نمازوں کا میں ذمہ دار ہوں جب کہ متولی صاحب نہ تو عالم ہیں، نہ مفتی ہیں نہ قاری ہیں۔ جبکہ قبلہ نما میٹر سے قبلہ کا رخ مغرب میں ترچھا ہی آتا ہے۔

آپ سے التماس ہے کہ آپ ہمیں قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا اُن کی یہ بات ٹھیک ہے؟ اور یہ کہ بقیہ اہل شہر جو مساجد کا رخ مغرب میں ترچھا کر کے بنا رہے ہیں جو کہ قبلہ نما میٹر کے عین مطابق ہے وہ سب غلط ہے؟ یا یہ لوگ کسی نئے فتنہ کا آغاز کر رہے ہیں؟

جب کہ مسافر ہونے کی صورت میں قبلہ کی صحیح سمت کا علم نہ ہونے کی وجہ سے جس طرف منہ کرے گا نماز ہو جائے گی۔ لیکن اگر علم ہو جائے کہ قبلہ کا رخ صحیح سمت میں نہیں بلکہ سیدھا ہے تو اس صورت میں بھی نماز ہو جائے گی؟

اس سوال کے جواب کے سلسلے میں براہ مہربانی فتویٰ ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ فتویٰ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہو۔ ضروری ہے کہ فتویٰ ہمیں ارسال کریں کیونکہ ہمیں کسی بھی ساتھی کو سمجھانا ہو یا دکھانا ہو تو علمائے کرام کا فتویٰ دکھایا جا سکے اور اصلاح ہو سکے (عبدالوہاب، ڈیرہ غازی خان)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

وَجهَكَ شَطرَ المَسجِدِ الحَرامِ وَحَيثُ ما كُنتُم فَوَلّوا وُجوهَكُم شَطرَهُ ... ١٤٤ ... سورة البقرة

"پس آپ (نماز میں) اپنا چہرہ مسجد حرام (بیت اللہ) کی طرف پھیر دیں اور تم جہاں کہیں بھی ہو (نماز میں) اپنے چہرے اسی طرف پھیرو" (سورة البقرة: 144)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیئ الصلاۃ کو حکم دیا:

"إذا قُمتَ إلَى الصلاةِ فَأَسْبِغ الوُضوءَ، ثم اَستَقبِلِ القِبلَةَ، فَكَبِّر"

"جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو پورا وضو کرو پھر قبلہ رُخ ہو کر تکبیر (اللہ اکبر) کہو۔" (صحیح بخاری، کتاب الاستیذان باب من ردفقال: علیک السلام ح 6251 صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ ح 46/397 وترقیم دارالسلام: 886)

ان دلائل اور دیگر دلائل سے ثابت ہے کہ نمازی کو حالت نماز میں بیت اللہ کی طرف رُخ کرنا چاہیے اور اسی پر اُمت کا اجماع ہے۔

جب مسلمانوں کو نماز میں قبلہ رُخ کرنے کا حکم دیا گیا تو سب کعبہ کی طرف پھر گئے۔

دیکھئے صحیح بخاری (ح 403) و صحیح مسلم (ح 526 وترقیم دارالسلام: 1178)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین نے مکے کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھی۔ (دیکھئے صحیح بخاری: 40)

معلوم ہوا کہ مکہ سے باہر اور دُور والوں کے لیے یہ حکم ہے کہ مکہ کی طرف رُخ کرکے فرض نمازیں پڑھیں۔ نوافل کے لیے سواری کی حالت میں دوسرا حکم ہے جس کا ہمارے موضوع سے فی الحال کوئی تعلق نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر 1:۔

بیت اللہ کے پاس بیت اللہ کی طرف رُخ کرکے اور مکہ سے باہر مکہ کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھنا فرض ہے۔

مسئلہ نمبر 2:۔

جان بوجھ کر، علم ہوجانے کے باوجود بیت اللہ سے ہٹ کر کسی دوسری طرف رُخ کرکے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر 3:۔

اپنی پوری کوشش کے باوجود اگر سمت قبلہ میں کوئی غلطی ہوجائے تو معاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ"

مشرق اور مغرب کے درمیان جو ہے وہ (مدینہ والوں کے لیے) قبلہ ہے۔

(سنن الترمذی: 344 وقال: "ھذا حدیث حسن صحیح" وسندہ حسن)

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "

"مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ"

مشرق اور مغرب کے درمیان جو ہے وہ (مدینہ والوں کے لیے) قبلہ ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 2/362ح 7430وسندہ صحیح)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ"

(ابن ابی شیبہ 2/362ح 7432وسندہ صحیح)

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"ما بين المشرق والمغرب قبلة إذا تُوُجِّهِ قِبَلَ البيت"

"جب تم بیت اللہ کی طرف رُخ کرلو تو مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے" (السنن الکبریٰ للبیہقی 2/9 وسندہ حسن نافع بن ابی نعیم حسن الحدیث وثقہ الجمہور روانحطا ابن الترکمانی فتکلم فیہ بجروح مرجوحۃ)

خلاصۃ التحقیق:۔

نمازوں میں حتیٰ الوسع کعبہ (بیت اللہ) مکہ کی طرف ہی رُخ کرنا چاہیے۔ جان بوجھ کر مکہ (بیت اللہ) کے علاوہ کسی دوسری طرف رُخ کرکے فرض نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اگر سمت قبلہ میں اجتہادی غلطی ہوجائے تو معاف ہے۔

سائل کے سوال کا مختصر جواب: بشرطِ صحتِ سوال عرض ہے کہ جن لوگوں نے بغیر کسی واضح دلیل کے مسجد کا رخ قبلے کی طرف سے ہٹا کر مغرب کی طرف سیدھا کردیا ہے، اُن کا یہ عمل غلط ہے اور اس سے بڑا فرق پڑتا ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ اس طرح کی حرکت سے لوگ بجائے مکہ کے قبلہ اول کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں۔ کوئی شخص کسی کی نمازوں کا بھی ذمہ دار نہیں ہوتا لہٰذا متولی کا قول باطل ہے۔ وما علینا الا البلاغ (3/اگست 2007ء) (الحدیث: 41)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1۔کتاب المساجد۔صفحہ236

محدث فتویٰ